ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

روایاتِ شق صدر پر سرسید احمد خان کے بیانیہ کاناقدانہ جائزہ

A Critical Review of Sir Syed Ahmad Khan's Narrative on Ahadīs-i-Shaq Sadr

Muhammad Amir Farooq*
Teaching Assistant, Department of Islamic and religious studies, Hazara University Mansehra

Muhammad Naseer
M.Phil. scholar Department of Islamic and religious studies, Hazara University Mansehra

Abstract
The current era is one of the advancements of rational sciences, where everything is measured and weighed on the scales of Rationality, and it is considered the definitive standard for determining right and wrong. However, revelation (Wahi) holds a status above Rationality. It is not necessary for all information provided by revelation to align with rationality. In the past, influenced by the prominence of rational sciences, some individuals actively attempted to align revelation with the framework of rationality. Among these individuals, one prominent figure in the recent past was Sir Syed Ahmed Khan, who worked on this subject. One of the topics he addressed was the miracle of Shaqq-e-Sadr (purifying Prophet Muhammad's heart). To bring this miracle into the domain of rationality, Sir Syed adopted two approaches in his discourse: 1. He denied the actual occurrence of the event and attempted to prove it as a dream. 2. He questioned the authenticity of the Ahadees(About Sahqq e Sadar) that support the event as a real occurrence in a state of wakefulness. In the present age of rationalism, it is essential to preserve the Real status of revelation, so This article critically examines both claims made by Sir Syed Ahmed Khan.

Keywords: Sir Syed Ahmad Khan, Rationalism, Shaq-e-Sadr

تعارف:

آج کا زمانہ عقلی علوم کی ترقی کا زمانہ ہے،ہر چیز عقلی پیمانوں سے ناپی اور تولی جاتی ہے۔ صحیح اور سقیم کا حتمی معیار عقل کو شمار کیا جاتا ہے جبکہ وحی کا درجہ عقل سے اوپر کا ہے۔ضروری نہیں کہ وحی کی تمام معلومات عقل کے مطابق ہوں مگر ماضی میں عقلی علوم اور عقلیات کے چرچے سے متاثر ہو کر کچھ شخصیات نے باقاعدہ وحی کو عقلی دھارے میں لانے کی جدوجہد کی ان شخصیات میں سے ایک بڑا نام سرسید احمد خان مرحوم ہیں جنہوں نے اس موضوع پر کام کیا ہے،ان کے ذکر کردہ موضوعات میں سے ایک معجزہ شق صدر بھی ہے انہوں نے اس معجزہ کو عقلی دھارے میں لانے کے لیے دو انداز سے کلام کیا ہے:

* Email of corresponding author: amirfarooq902@gmail.com

(1)اس واقعہ کی حقیقی اور وقوعی حیثیت کا انکار کرتے ہوئے اسے خواب کا واقعہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔

(2)ان روایات کی صحت پر کلام کیا جن سے یہ واقعہ بیداری کی حالت میں وقوع پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اس آرٹیکل میں سرسید احمد خان مرحوم کے ان دونوں دعوؤں کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے، اس لیے کہ آج عقلیات کے زمانے میں اس امر کی انتہائی ضرورت ہے کہ وحی کی مستقل حیثیت کو برقرار رکھنے اور اسے عقلیات کے تابع بنانے کی کوششوں کا علمی نقد کیا جائے۔

سرسید احمد خان اپنی کتاب" الخطبات الاحمدیه فی العرب و السیرة المحمدیة "میں لکھتے ہیں:

" قرآن مجید کی رو سے ہم کو شرح صدر پر جس کو آخر کار لوگ شق صدر کہنے لگے اور نفس معراج کی صحت و صداقت پر بغیر کسی شبہ کے ایمان لانا چاہیے۔ پس جو امر کہ بحث طلب ہے اور جس پر ایک مدت تک علمائے کرام کی توجہ مبذول رہی ہے اس بات سے علاقہ رکھتا ہے کہ شرح صدر یا شق صدر کی اصل حقیقت اور معراج کی ماہیت کیا تھی ان دونوں کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اولاً ہم قرآن مجید کی ان آیتوں کو نقل کرتے ہیں جو ان سے متعلق ہیں۔

1۔ الم نشرح لک صدرک۔

2۔(دوسری تیسری آیت معراج سے متعلق ہے جو فی الحال ہمارا موضوع نہیں)

آیت میں سینہ کے چیر پھاڑ کا کہیں ذکر نہیں ہے اور اس کے اصلی اور اصطلاحی معنی جیسے کہ اکثر مفسرین نے بھی تسلیم کیا ہے اس کشادگی کے ہیں جو دل اور سینہ میں عقلی اور روحانی وسعت سے عرفانِ الٰہی اور وحی کے منبع ہونے کے لیے کی گئی تھی۔"[1]

سرسید احمد خان کی مذکورہ بالا عبارت کا ناقدانہ جائزہ۔

مذکورہ بالا عبارت میں تین مقامات قابل توجہ ہیں:

1۔ اصل تو شرح صدر ہی تھا جسے بعد کے لوگوں نے شق صدر بنادیا۔

2۔ آیت میں سینہ مبارک کے چاک کرنے کا تذکر نہیں ہے۔

3۔ اس آیت کا حقیقی مطلب جیسے کہ اکثر مفسرین نے ذکر کیا ہے اس وسعت کے ہیں جو قلب و صدر میں معرفت الٰہی اور پیغام الٰہی کے منبع ہونے کے لیے پیدا کی گئی تھی۔

1: پہلے دعوے میں سرسید احمد خان کی عبارت کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ شرح صدر اور شق صدر ایک ہی ہیں ابتدا میں تو یہ شرح صدر تھا مگر بعد کے لوگوں نے اسے شق صدر بنادیا۔ ان کا یہ دعویٰ دو وجہ سے باطل ہے۔

اولاً اس وجہ سے کہ اگر شرح صدر اور شق صدر ایک ہی ہوتے اور بعد کے لوگوں نے شرح صدر کی جگہ شق صدر کا استعمال کیا ہوتا تو شرح صدر کا الگ تصور متروک ہوجاتا اور صرف شق صدر ہی اپنے نئے تصور کے ساتھ مستعمل ہوتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ شرح صدر اپنے تصور کے ساتھ اور شق صدر اپنے الگ تصور کے ساتھ موجود ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ شرح صدر اور شق صدر دو الگ الگ چیزیں ہیں ان میں ایک دوسرے کی جگہ پر مستعمل نہیں۔

ثانیاً یہ کہ اگر شرح صدر پر شق صدر کا اطلاق بعد کے لوگوں نے کیا ہوتا تو آپ ﷺ سے منقول صریح احادیث میں شق صدر کا

تذکرہ نہ ہوتا۔[2]

2: سرسید احمد خان کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ آیت الم نشرح لک صدرک میں سینے کی چیڑ پھاڑ کا کہیں ذکر نہیں ہے حالانکہ حدیث میں واضح طور پر شرح کا معنی سینے کی چیر پھاڑ مذکور ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے فشرح صدری الی کذا و کذا پھر میرا سینہ کھول دیا گیا، فلاں سے فلاں جگہ تک۔ (قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے اپنے ساتھی سے دریافت کیا کہ فلاں سے فلاں جگہ کا کیا مطلب ہے، اس نے بتلایا پیٹ کے نچلے حصے تک) پھر میرا قلب نکال کر اسے آب زم زم دھو دیا گیا اور پھر واپس اپنی جگہ پر رکھ لیا گیا۔"[3]

3: تیسرے دعوے میں سرسید احمد خان نے الم نشرح لک صدرک کے معنی بیان کرتے ہوئے انشراح صدر کو دل اور سینے کی روحانی وسعت کے ساتھ خاص کیا اور فرمایا کہ اکثر مفسرین نے بھی اسی معنی کو تسلیم کیا ہے، مگر یہ آدھی حقیقت ہے اور دوسری آدھی حقیقت یہ ہے کہ مفسرین نے جس طرح آیت کی تشریح میں سرسید احمد خان کا بیان کردہ مفہوم ذکر کیا ہے ویسے ہی شق صدر کا وہ معنی بھی ذکر کیا ہے جس کا وہ انکار کر رہے ہیں۔

ہم ذیل میں چند مفسرین کے اقوال ذکر کر رہے ہیں جن سے واضح ہو جائے گا کہ مفسرین نے سورۃ انشراح کی پہلی آیت کی تفسیر میں شرح صدر اور شق صدر دونوں کو ذکر کیا ہے، چنانچہ:

1۔ علامہ ابن کثیرؒ "تفسیر ابن کثیر" میں لکھتے ہیں:

> "یعنی ہم نے تیرے سینے کو منور کر دیا چوڑا کشادہ اور رحمت و کرم والا کر دیا۔ دوسری جگہ ہے فمن یرد اللہ أن یہدیہ یشرح صدرہ للإسلام ۔ جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے جس طرح آپ ﷺ کا سینہ کشادہ کر دیا گیا تھا اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت بھی کشادگی والی نرمی اور آسانی والی بنادی جس میں نہ تو کوئی حرج ہے نہ تنگی نہ ترشی نہ تکلیف اور سختی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد معراج والی رات سینے کا شق کیا جانا ہے جیسے کہ مالک بن صعصعہ کی روایت میں پہلے گزر چکا ہے امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو یہیں وارد کیا ہے لیکن یہ یاد رہے دونوں واقعے ہو سکتے ہیں یعنی معراج کی رات سینے کا شق کیا جانا اور سینہ کو راز الٰہی کا گنجینہ بنا دینا، واللہ اعلم۔"[4]

امام محمد بن ابو بکرؒ، تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں:

"الم نشرح لک صدرک"۔ شرح صدر سے مراد اس کا کھولنا ہے، یعنی کیا ہم نے آپ کے سینے کو اسلام کے لیے کھول نہیں دیا۔ ابو صالح نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کے دل کو نرم نہیں کر دیا۔ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا سینہ کھولا جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں اسے کھولا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس کی کوئی نشانی ہے؟ فرمایا: ہاں دنیا (دھوکے کے گھر) سے پہلو تہی اور آخرت (دار خلود) کی طرف رجوع اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری" یہ معنیٰ سورۃ الزمر میں آیت أفمن شرح اللہ صدرہ للإسلام فہو علی نور من ربہ [5] میں گزر چکا۔ حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ الم نشرح لک صدرک کا معنیٰ ہے حکمتوں اور علم سے اسے بھر دیا گیا۔ صحیح میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنی قوم کے ایک فرد حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل

کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اسی اثنا میں کہ میں نیند اور بیداری کی حالت میں بیت اللہ شریف کے پاس تھا کہ میں نے ایک کہنے والے کو سنا: میں تین میں سے ایک تھا میرے پاس سونے کا ایک ٹپ لایا گیا جس میں زمزم کا پانی تھا میرا سینہ فلاں سے فلاں جگہ تک کھولا گیا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ان سے کہا، اس سے کیا مراد ہے، کہا: میرے بطن کے نیچے کے حصے تک، کہا: میرا دل نکالا گیا، میرے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا پھر اسے اسی جگہ رکھ دیا گیا پھر اسے ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔"[6]

علامہ جلال الدین سیوطیؒ تفسیر "الدر المنثور" میں لکھتے ہیں:

> "امام ابن منذر، ابن ابی خاتم اور مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الم نشرح لک صدرک کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے آپ کا سینہ کھول دیا۔ عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ کا سینہ علم و حلم سے بھر دیا۔۔۔ امام بیہقیؒ نے دلائل میں ابراھم بن طھمان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد سے الم نشرح لک صدرک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مجھے سنائی کہ آپؐ کا بطن اقدس آپؐ کے سینے سے لیکر پیٹ کے نیچے والے حصے تک شق کیا گیا اور پھر آپؐ کا دل باہر نکالا گیا اور اسے سونے کے طشت میں دھویا گیا پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا اور پھر واپس اپنے محل میں رکھ دیا گیا۔"[7]

سر سید احمد خان کے دعوی کے برعکس اکثر مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں شق صدر اور شرح صدر دونوں کو اپنے اپنے مفہوم کے ساتھ اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے، چند ایک۔ حوالے بطور نمونہ ذکر کر دیئے ہیں مزید تفاسیر بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد سر سید احمد خان الخطبات الاحمدیه فی العرب و السیرة المحمدیة میں لکھتے ہیں:

"باقی رہیں وہ حدیثیں اور روایتیں جو شق صدر اور معراج سے علاقہ رکھتی ہیں لیکن وہ باہم اس قدر مختلف اور متعارض و متناقض ہیں کہ کوئی بھی قابل اعتبار کے نہیں ہے اور ان کی صحت کی کافی سندیں بھی نہیں ہیں۔ ہشامی ذیل کا قصہ حلیمہ سے نقل کرتا ہے کہ اس نے بیان کیا کہ "ایک روز محمد ﷺ اپنے بھائی اور بہن کے ساتھ گھر کے قریب مویشیوں میں کھیل رہے تھے وہ دونوں دفعۃً میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور رو کر کہنے لگے کہ دو سفید پوش آدمی ہمارے قریشی بھائی کو پکڑ کر لے گئے اور ان کا سینہ چاک کر ڈالا۔ میں اور میرا خاوند اس مقام پر گئے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا مارے خوف کے رنگ فق تھا، ہم نے ان کو چھاتی سے لگایا اور ان کے اضطرار کا باعث پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ دو آدمی سفید پوش میرے قریب آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا دل چیرا اور اس میں سے کوئی چیز نکال ڈالی۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ کیا چیز تھی۔

اسی طرح کی ایک اور کہانی ہشامی نے بغیر کسی سند کے صرف یہ بیان کر کے کہ بعض علماء نے بیان کیا ہے، اپنی کتاب میں لکھی ہے کہ بعض لوگوں نے آنحضرت سے کہا کہ آپ کچھ اپنی تعریف بیان فرمایئے اس پر پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ "میں ان برکتوں کا مشتاق ہوں جن کے عطا کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے کیا تھا اور میں وہ شخص ہوں۔۔۔۔۔ ایک دن میں اپنے دودھ بھائیوں کے ساتھ مویشی چرا رہا تھا کہ دفعۃً دو آدمی جو سفید لباس پہنے ہوئے تھے اور اپنے ہاتھ میں ایک سونے کا طشت برف اور پانی

سے بھرا ہوا لیئے ہوئے تھے میرے پاس آئے اور مجھ کو زمین پر لٹا کر میرے سینہ کو چاک کیا اور میرے دل کو نکال کر چیرا اور اس میں سے ایک سیاہ قطرہ دبا کر نکال ڈالا۔ اس کے بعد انہوں نے دل کو اور سینے کو برف سے دھو دھلا کر پاک صاف کر دیا۔۔۔واقدی نے بھی ان دونوں روایتوں کو نقل کیا ہے اور کتاب شرح السنتہ میں عرباض ابن ساریہ سے آنحضرت کے مذکورہ بالا فضائل کا بیان ہوا ہے اور دارمی میں ابو ذر غفاری سے آنحضرت کے تولے جانے کی روایت بھی بیان ہوئی ہے۔ مگر ان روایتوں میں جو اختلاف ہے وہ غور کے قابل ہے۔ حلیمہ سے جو روایت ہے اس میں برف کے پانی اور طشت کا اور دل کے دھونے کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ اور ہشامی کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا تولا جانا شق صدر کے بعد حلیمہ کے گھر پر ہوا تھا۔ مگر دارمی میں جو ابو ذر غفاری سے روایت ہے اس میں شق صدر کا کچھ ذکر نہیں ہے اور اس سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت کا تولا جانا بطحائے مکہ میں ہوا تھا۔ بایہمہ یہ تمام روایتیں نہایت نامعتبر ہیں اور قصہ اور کہانی ہونے سے زیادہ کچھ رتبہ نہیں رکھتیں۔"[8]

سر سید احمد خان کے مذکورہ بالا کلام میں تین باتیں قابل توجہ ہیں۔

i. شق صدر سے متعلق روایات میں تعارض و تناقض ہے اس وجہ سے وہ معتبر نہیں ہیں۔
ii. اسی طرح ایک اور کہانی ہشامی کی بغیر سند۔
iii. یہ روایات شق صدر صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔

تجزیہ شق نمبر:1 سر سید احمد خان نے روایات شق صدر میں جو اختلاف اور تعارض و تناقض ذکر کیا وہ کچھ یوں ہے:

1۔ حلیمہ کی روایت میں طشت اور برف کے پانی سے دل کے دھونے کا تذکرہ نہیں جبکہ دوسری حدیث میں ہے۔
2۔ سیرۃ ابن ھشام کی دوسری روایت میں شق صدر کا ذکر ہے مگر دارمی میں ابوذر غفاری کی روایت میں شق صدر کا ذکر نہیں ہے۔
3۔ سیرۃ ابن ھشام کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا تولا جانا حلیمہ کے گھر میں (حوالی بنی سعدہ) میں ہوا تھا مگر درامی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا تولا جانا بطحاء مکۃ میں ہوا تھا۔

سر سید احمد خان نے ان روایات میں اختلاف، تعارض اور تناقض کا دعوی کیا ہے مگر ان کی مذکورہ عبارت دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں تعارض و تناقض نہیں بلکہ اجمال اور تفصیل ہے اور اس بنا پر احادیث کو ناقابلِ اعتبار قرار دینا محدثین اور جمہورِ امت کے طریق کے خلاف ہے البتہ تیسرے دعوے میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔ ہم تیسرے دعوے کے تینوں اجزا کو علی الترتیب ذکر کر کے ان کا تجزیہ پیش کرتے ہیں:

جزاول:

"حلیمہ کی روایت میں برف کے پانی، طشت اور دل کے دھونے کا ذکر نہیں ہے اور دوسری روایت میں ہے"۔

مولانا ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

"عدم ذکر کو ذکر عدم کی دلیل بنانا عقلاً صحیح نہیں ہے، احادیث معراج ہی کو لے لیجئے، تقریباً پچاس صحابہ سے مروی ہیں لیکن ہر صحابی کی روایت میں کچھ ایسے اُمور کا ذکر ہے کہ جو دوسرے صحابہ کی روایت میں نہیں اسی طرح یہاں سمجھ لیجئے کہ راوی نے کسی جگہ فقط معراج کے شق صدر کو ذکر کیا ہے، کسی جگہ فقط طفولیت

کے شق صدر کو بیان کیا ہے اور کسی جگہ دونوں کو جمع کر دیا ہے اور ہر شق صدر کا زمان و مکان مختلف ہے اور ہر ایک جداگانہ واقعہ ہے، فقط ایک واقعہ کا ذکر دوسرے غیر مذکور واقع کی نفی پر دلالت نہیں کرتا"۔[9]

جز دوم: "سیرۃ ابن ھشام کی دوسری روایت میں شق صدر کا ذکر ہے مگر دارمی میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں شق صدر کا تذکرہ موجود نہیں"۔

1۔ دارمی کی مذکورہ روایت میں اجمال ہے یہ روایت سنن دارمی میں عبد اللہ بن عمران کے طریق سے لائی گئی ہے[10] مگر اسی روایت کو اسی سند کے ساتھ مسند بزار میں عمرو بن علی اور محمد بن معمر کے طریق سے لایا گیا ہے اور اس میں شق صدر کا صراحتاً ذکر ہے۔[11]

2۔ مسند درامی کی اسی روایت کو اسی سند کے ساتھ ابن عساکرؒ "تاریخ مدینہ دمشق" میں بھی لائے ہیں۔[12]

شیخ البانیؒ، دارمی کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

" اخر جه الدارمي---- وهذا اسناد جيد ، رجاله كلهم ثقات معروفون------- والحديث عندابن عساكر اتم منه، ففيه ذكر شق صدره و خياطه وجعل الخاتم بين كتفيه[13]

جز سوم:

"سیرۃ ابن ھشام کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تولا جانا حلیمہ کے گھر (حوالی بنی سعدہ) میں ہوا تھا مگر دارمی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا تولا جانا بطحاء مکۃ میں ہوا تھا۔"

اس دعوے کے رد میں، امام سہیلیؒ فرماتے ہیں:

أن في هذا الحديث وهما من بعض النقلة وهو قوله بينما أنا ببطحاء مكة ، وهذه القصة لم تعرض له إلا وهو في بني سعد مع حليمة ، كما ذكر ابن إسحاق وغيره وقد رواه البزار من طريق عروة عن أبي ذر - رضي الله عنه - فلم يذكر فيه بطحاء مكة [14]

اس حدیث میں بعض ناقلین کا وھم ہے اور وہ ان کا قول بينما أنا ببطحاء مكة ہے ، یہ واقعہ تو جب پیش آیا تب آپؐ بنی سعد میں حلیمہ کے ہاں تھے، جیسا کہ ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور بزار اسے عروہ عن ابی ذر کے طریق سے لائے ہیں اور انہوں نے اس میں بطحاءمکہ کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن امام سہیلی کا یہ قول صحیح نہیں ہے اس لیے کہ مسند بزار کی مذکورہ روایت میں" بطحاء مكة" صراحتا منقول ہے، ملاحظہ فرمایئے!

حدثنا عمرو بن علي ، ومحمد بن معمر ----: قلنا : يا رسول الله ، كيف علمت أنك نبي ؟ قال : ما علمت حتى أعلمت ذلك يا أبا ذر ، أتاني ملكان وأنا ببعض **بطحاء مكة** ، فقال أحدهما : أهو هو ؟ ---- [15]

2۔ علامہ زرقانیؒ، امام سہیلیؒ کے اس دعوے کے رد میں فرماتے ہیں:

"وأنا ببطحاء مكة" أي: بنواحيها؛ لأنه كان في بني سعد وليست بمكة إذ الأبطح بمكة المحصب، ولعله قال ذلك ليبين أنه في ابتداء أمره، إذ جوابه لأبي ذر كان بالمدينة وبهذا اندفع قول السهيلي: أنه وهم من بعض الرواة، ولم يقع في رواية البزار بطحاء مكة---[16]

تجزیہ شق نمبر:2

اس شق میں سر سید احمد خان نے دو دعوے کیے ہیں(1)ابن ھشامؒ نے شق صدر سے متعلق بلاسند کہانی لکھی ہے(2)ابن ھشامؒ نے اس واقعہ کی نسبت مجہول اور نامعلوم لوگوں کی طرف کرتے ہوئے کہا کہ بعض علماء نے یوں بیان کیا ہے۔بغیر سند ہونا اور بیان کرنے والوں کا نامعلوم ہونا اس روایت کے نامعتبر ہونے کی دلیل ہے۔

سر سید احمد خان کی دونوں باتیں غیر تحقیقی ہیں۔

(1)انھوں نے ھشامی کی جن دو روایات کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں بغیر سند کہانی قرار دیا ان کی سندیں سیرۃ ابن ہشام میں موجود ہیں پہلی روایت میں سے انہوں نے صرف وہی مخصوص حصہ ذکر کیا جو شق صدر سے متعلق ہے یہ طویل روایت ہے اس کی سند سیرۃ ابن ھشام میں درج ذیل ہے:

قال ابن إسحاق وحدثني جهم بن أبي جهم مولى الحارث بن حاطب الجمحي عن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب أو عمن حدثه عنه قال : حديث حليمة كانت حليمة بنت أبي ذؤيب السعدية ---[17]

سیرۃ ابن ھشام کی دوسری روایت جسے سر سید احمد خان نے بے سند قرار دیا وہ بھی بمع سند سیرۃ ابن ھشام میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

قال ابن إسحاق : وحدثني ثور بن يزيد ، عن بعض أهل العلم ولا أحسبه إلا عن خالد بن معدان الكلاعي أن نفرا من أصحاب رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قالوا له يا رسول---[18]

مذکورہ اسناد کا سیرۃ ابن ھشام میں پایا جانا سر سید احمد خان کے قول "بغیر کسی سند" کو غلط ثابت کرتا ہے۔

2-قال ابن اسحاق ، حدثنی ثو ر بن یزید، عن بعض اھل العلم کی عبارت سے سر سید احمد خان کے دوسرے دعوے کی غلطی واضح ہے،ابن ھشام خود سے روایت اھل علم کی طرف منسوب نہیں کر رہے،جیسا کہ سر سید احمد خان نے کہا بلکہ ابن اسحاق فرما رہے ہیں کہ مجھے ثور بن یزید نے بیان کیا اور انہیں بعض اھل علم جن میں ایک خالد بن معدان کلاعی ہیں،انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔اسی روایت کو متدرک حاکم میں امام حاکم بھی اسی سند کے ساتھ لائے ہیں وہ اس کی سند بیان کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:۔۔۔کہا ابن اسحاق نے،مجھے بیان کیا ثور بن یزید نے،خالد بن معدان الکلاعی سے۔یہاں بعض علما کا تذکرہ ہی نہیں ہے۔سند ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا يونس بن بكير عن ابن إسحاق قال : حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان الخ۔ [19]

سر سید احمد خان ان روایات کی نااعتباری ثابت کرنے کے لیے یہ فرما رہے ہیں کہ اولا تو یہ روایات خود ھشامی نے بے سند ذکر کی ہیں اور ثانیا ہشامی نے دوسری روایت جن سے سنی ہے وہ بھی مجہول ہیں۔یہ دونوں باتیں مذکورہ بالا تحقیق سے غلط ثابت ہوئیں۔

تجزیہ شق:3

سر سید احمد خان نے روایات شق صدر کے متعلق کہا کہ ان کی صحت کی کافی سندیں نہیں ہیں حالانکہ شق صدر سے متعلق صحیح الاسناد روایات موجود ہیں،ہم یہاں چند روایات بمع اسناد ذکر کرتے ہوئے ان کی توثیق وتائید میں محدثین کے اقوال ذکر کرتے ہیں،سب

سے پہلے سیرہ ابن ہشام کی مذکورہ بالا روایت جسے اوپر مستدرک حاکم کے حوالے سے بھی بمع سند نقل کیا گیا ہے، اس کے بارے میں امام حاکم فرماتے ہیں:

1-خالد بن معدان من خيار التابعين صحب معاذ بن جبل فمن بعده من الصحابة فإذا أسند حديث إلى الصحابة فإنه صحيح الإسناد و لم يخرجاه،تعليق الذهبي قي التلخيص : صحيح[20]

2۔ شیخ البانی اس روایت کو صحیح السیرۃ النبویۃ میں ذکر کر کے فرماتے ہیں:"واسناده جيد قوى"[21]

3۔علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:"وهذا اسناد جيد ، وروى له شو اهد من وجوه آخر----"[22]

(2)شق صدر سے متعلق روایات خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں جن کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔

شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وأنهما متواتران إلى مصنفيهما وأنه كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين۔

بہر حال صحیحین کے بارے میں محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ ان میں جو بھی متصل مرفوع روایات ہیں وہ قطعی طور پر صحیح ہیں دونوں کتابوں کی سندیں اپنے مصنّفین تک متواتر ہیں اور جو کوئی بھی ان دونوں مؤلفات کا مرتبہ ومقام گھٹانا چاہتا ہے، وہ بدعتی ہے اور اہل ایمان کے راستے سے ہٹا ہوا ہے۔[23]

(2) صحیح بخاری کی روایت ہے:

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله حدثني سليمان عن شريك بن عبد الله أنه قال سمعت أنس بن مالك يقول ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة أنه جاءه ثلاثة نفر قبل أن يوحى إليه وهو نائم في المسجد الحرام فقال أولهم أيهم هو فقال أوسطهم هو خيرهم فقال آخرهم (أحدهم) خذوا خيرهم فكانت تلك الليلة فلم يرهم حتى أتوه ليلة أخرى فيما يرى قلبه وتنام عينه ولا ينام قلبه وكذلك الأنبياء تنام أعينهم ولا تنام قلوبهم فلم يكلموه حتى احتملوه فوضعوه عند بئر زمزم فتولاه منهم جبريل فشق جبريل ما بين نحره إلى لبته حتى فرغ من صدره وجوفه فغسله من ماء زمزم بيده حتى أنقى جوفه ثم أتي بطست من ذهب فيه تور من ذهب محشوا إيمانا وحكمة فحشا به صدره ولغاديده يعني عروق حلقه ثم أطبقه ثم عرج به إلى السماء----[24]

(3) صحیح مسلم کی روایت ہے:

وحدثني حرملة بن يحيى التجيبي، أخبرنا ابن وهب، قال: أخبرني يونس، عن ابن شهاب، عن أنس بن مالك، قال: كان أبو ذر، يحدث، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " فرج سقف بيتي وأنا بمكة، فنزل جبريل صلى الله عليه وسلم، ففرج صدري، ثم غسله من ماء زمزم، ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وإيمانا فأفرغها في صدري، ثم أطبقه، ثم أخذ بيدي فعرج بي إلى السماء، فلما جئنا السماء الدنيا قال جبريل عليه السلام لخازن

السماء۔۔۔[25]

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ سر سید احمد خان کا یہ کہنا کہ روایات شق صدر کی کافی سندیں نہیں ہیں، غیر تحقیقی اور غلط ہے۔

اس کے بعد سر سید احمد خان "الخطبات الاحمدیہ فی العرب و السیرۃ المحمدیۃ" میں لکھتے ہیں:

"البتہ شق صدر کے معاملہ میں ایک روایت ہے جو ایک معتبر کتاب میں لکھی ہے یعنی مسلم میں اور اِس لیے وہ اِس لائق ہے کہ علمائے اسلام اس پر توجہ کریں اور اس بات کی تحقیق و تدقیق کریں کہ وہ روایت صحیح ہے یا بے اصل۔۔۔ مسلم میں ہے کہ حضرت انس بن مالک نے کہا کہ ایک روز جب کہ پیغمبر صاحب مکہ میں اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت جبرائیلؑ ان کے پاس آئے اور ان کا دل چیرا۔۔۔ اور لڑکے بھاگ کر زہیرہ[26] آنحضرت ﷺ کی دودھ پلائی کے پاس گئے اور کہا محمد ﷺ کو مار ڈالا، وہ فوراً محمد ﷺ کے پاس دوڑ آئی اور ان کا رنگ فق پایا (انس کا بیان ہے کہ) سیون کا نشان جو محمد ﷺ کے سینے پر محسوس ہوتا تھا میں نے خود دیکھا تھا۔

قطع نظر اس کے کہ اس روایت سے وہ تمام روایتیں جن میں حلیمہ کے گھر شقِ صدر ہونے کا بیان ہوا ہے غلط اور باطل قرار پاتی ہیں یہ روایت بھی چار مستحکم دلیلوں سے قابل اعتبار نہیں۔ اول یہ کہ انہی انس (رضی اللہ عنہ) نے ایک دوسری روایت میں اِس واقعہ کا ہونا سب معراج میں بیان کیا ہے اور وہ زمانہ اس زمانے سے جو اس روایت میں مذکور ہے بالکل مختلف ہے۔ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ انس کے بعد راوی نے انس کی اُس لمبی روایت میں سے جو معراج سے متعلق جس کا بیان آگے ہوگا ایک ٹکڑا توڑ کر اور اس میں کمی پیشی کر کے بیان کیا ہے جس سے اس روایت کی بے اعتباری اور اس مضمون کا کہ سیون کے نشان انس نے دیکھے تھے لغو اور بے اصل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

دوسرا یہ کہ اس روایت میں انس کا یہ قول کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے سینے پر سیون کے نشان بچشم خود دیکھے تھے بیان کیا گیا ہے حالانکہ یہ بات غیر ممکن ہے کیونکہ اگر مانا جائے کہ آنحضرت ﷺ کا سینہ در حقیقت چیرا گیا تھا جیسا کہ اس روایت میں مذکور ہے تو اس کی سیون کے نشان کا محسوس ہونا ناممکن تھا کیونکہ یہ سیون جراح کے سیون اور ٹانکوں کے مانند نہ تھی۔۔۔ تیسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے آنحضرت ﷺ کے حلیہ کا مفصل بیان کیا ہے مگر کسی نے اس سیون کے نشانوں کا جس کا بیان اس روایت میں ہے ذکر نہیں کیا اگر ایسا ہوتا تو بہت سے صحابہ اس کا ذکر کرتے۔ چوتھے یہ کہ انس بر وقت وقوع اس واقعہ کے موجود نہ تھے اور نہ انھوں نے ان اشخاص کے نام بیان کیے ہیں جن کی وساطت سے ان کو یہ روایت پہنچی۔ روایت کے نامعتبر قرار دینے کا ایک مستحکم اصول یہ قرار پایا ہے کہ اگر راوی کسی ایسے واقع کو بیان کرے جس میں وہ خود موجود نہیں تھا تو وہ روایت قابل اعتبار کے نہیں ہے گو کہ وہ راوی صحابہ میں سے کیوں نہ ہو۔۔۔ اگر اس روایت کو جس میں شق صدر کا بھی ذکر ہے صحیح مانا جائے، تو یہ بھی آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کا سینہ چاک کر کے ان کا دل پانی سے دھویا گیا ہے"

یہاں تک الخطبات الاحمدیہ فی العرب و السیرۃ المحمدیۃ کا اقتباس ہے، اب سر سید احمد خان کی اس عبارت کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔ سر سید احمد خان نے مذکورہ عبارت میں صحیح مسلم کی روایت کے نامعتبر ہونے کی چار دلیلیں ذکر کی ہیں۔ ہم یہاں وہ چاروں دلیلیں علی الترتیب ذکر کر کے ان کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ یہ روایت صحیح مسلم میں باب الاسراء برسول اللہ الی السموات، کتاب

الایمان میں ہے۔

1۔ مصنف نے دعوی کیا ہے کہ شق صدر سے متعلق صرف ایک حدیث معتبر کتاب یعنی صحیح مسلم میں ہے حالانکہ شق صدر کی روایات صحیح بخاری (جس کی صحت کا معیار جمہور اُمت کے ھاں مسلم سے بھی زیادہ ہے اور اسے اُصح الکتب بعد کتاب اللہ کا درجہ حاصل ہے) میں بھی موجود ہے جسے ہم ما قبل نقل کر چکے ہیں۔

2۔ مسلم کی مذکورہ روایت میں سر سید احمد خان نے (کان فی مکہ) کے الفاظ کا ترجمہ بھی ذکر کیا ہے مگر اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

> حدثناشيبان بن فروخ ، حدثنا حماد بن سلمة ، حدثنا ثابت البناني ، عن انس بن مالك، "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، اتاه جبريل عليه السلام وهو يلعب مع الغلمان، فاخذه فصرعه، فشق عن قلبه، فاستخرج القلب، فاستخرج منه علقة، فقال: هذا حظ الشيطان منك، ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم، ثم لامه، ثم اعاده في مكانه، وجاء الغلمان يسعون إلى امه يعني ظئره، فقالوا: إن محمدا قد قتل، فاستقبلوه وهو منتقع اللون، قال انس: وقد كنت ارى اثر ذلك المخيط في صدره"[27]

سر سید احمد خان کی ذکر کردہ حدیثِ مسلم کی نااعتباری پر پہلی دلیل:

دلیل نمبر1: صحیح مسلم کی اس حدیث کے ناقابل التفات ہونے کی پہلی وجہ سر سید احمد خان نے یہ بیان کی کہ حضرت انس سے مروی دوسری حدیث میں شق صدر کا واقعہ معراج کے موقع پر وقوع پذیر ہونا ذکر کیا گیا ہے اور معراج جوانی کا واقعہ ہے جبکہ اس حدیث میں بچپن کے زمانے کا تذکرہ ہے، زمانے کا یہ تضادواضح طور پر بتارہا ہے کہ حضرت انس سے نقل کرنے والے راوی کی غلطی سے شق صدر والا ٹکڑا اس حدیث کے ساتھ لگ گیادراصل یہ ٹکڑا حضرت انس سے ہی منقول ہے اور معراج کے موقع کو بیان کرنے والی روایت کے ساتھ تھا۔ ہم سر سید احمد خان کی پیش کردہ پہلی دلیل کی وضاحت کے لیے اسے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا حصہ:

حضرت انس کی دوسری روایت میں یہ واقعہ معراج کے وقت وقوع پذیر ہونا بتلایا گیا ہے اور اس روایت میں اس واقع کا وقوع بچپن میں ہونا بتلایا گیا ہے۔ (یعنی یہ واضح تضاد ہے)

علامہ قرطبیؒ نے "المفہم" میں اس سوال کا جواب دیا ہے، فرماتے ہیں:

> "یہ (پہلی روایت والا) شق (دوسری روایت والے شق) جو حدیثِ ابی ذر میں ہے اسکے علاوہ ہے، اس کی دلیل (دونوں حدیثوں کے) زمانوں، مکان اور حالتوں کا الگ الگ ہونا ہے، زمانوں کا اختلاف یہ ہے کہ پہلا (واقعہ) بچپن کا ہے اور دوسرا بڑی عمر کا، مکان کا اختلاف یہ ہے کہ پہلا (واقعہ) مکہ کے گردونواح میں اپنی دودھ پلانے والی کے ہاں کہیں پیش آیا اور دوسرا (واقعہ) بیت اللہ میں۔ اور حالت کا اختلاف یہ ہے کہ پہلی مرتبہ آپ ﷺ کے قلب سے وہ چیز نکالی گئی جو باعث مضرت تھی اور اسے دھویا گیا اس میں اشارہ تھا عصمت کی طرف، اور دوسری مرتبہ دھویا گیا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر گیا، اس میں اشارہ تھا ان نظاروں کے مشاہدے کا جو اللہ آپ ﷺ کو دکھانے تھے۔"[28]

دوسرا حصہ:

"حضرت انس کے بعد راوی نے (سیون سے متعلق) ٹکڑا حضرت انس کی دوسری لمبی روایت سے توڑ کر یہاں لگا دیا ہے۔"

سر سید احمد خان نے مسلم کی جن دو روایات کا تذکرہ کیا ہے ان کی سندیں درج ذیل ہے:

1۔ حدثناشيبان بن فروخ ، حدثنا حماد بن سلمة ، حدثنا ثابت البناني ، عن انس بن مالك ، " ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، اتاه جبريل عليه السلام

2۔حدثني حرملة بن يحيى التجيبي ، اخبرنا ابن وهب ، قال: اخبرني يونس ، عن ابن شهاب ، عن انس بن مالك ، قال: كان ابو ذر يحدث۔

ان سندوں کو دیکھنے کے بعد، سر سید احمد خان کا یہ قول کہ حضرت انس کے بعد کے راوی نے (سیون سے متعلقہ) ٹکڑا دوسری روایت سے توڑ کر یہاں لگا دیا ہے، یہ دعوی دو وجہ سے باطل ہے۔

1۔ ما قبل ذکر کردہ دونوں روایتوں کی سندوں کو دیکھنے سے واضح ہے کہ پہلی روایت حضرت انس سے نقل کرنے والے ثابت البنانی ہیں اور دوسری روایت حضرت انس سے نقل کرنے والے ابن شہاب ہیں۔

اگر ثابت البنانی دونوں روایتوں کے ناقل ہوتے تو یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ انھوں نے دوسری روایت سے ٹکڑا توڑ کر یہاں لگا دیا ہے مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ ثابت البنانی، ابن شہاب کی روایت سے ٹکڑا توڑ کر یہاں لگا دیں جبکہ وہ اس روایت کے ناقل ہی نہیں!۔

2۔ سر سید احمد خان نے اپنے دعوی میں مسلم کی جس دوسری روایت کا ذکر کیا اور جسے آگے کتاب میں بھی ذکر کر کے اس کے بارے میں کہا کہ انس کے بعد راوی نے اس دوسری روایت سے ٹکڑا توڑ کر جو سیون سے متعلق ہے، یہاں لگا دیا ہے مگر یہ احتمال تب ممکن ہو سکتا تھا جب "كنت أرى اثر المخيط" کا ٹکڑا دوسری روایت میں موجود ہوتا حالانکہ یہ ٹکڑا وہاں موجود ہی نہیں تو ثابت البنانی نے کیسے یہ ٹکڑا وہاں سے توڑ کر یہاں لگا دیا؟

سر سید احمد خان کی ذکر کردہ حدیث مسلم کی نا اعتباری پر دوسری دلیل:

دلیل نمبر 2: روایت صحیح مسلم کے نامعتبر ہونے کی دوسری وجہ سر سید احمد خان نے یہ ذکر کی کہ اس روایت میں انس کا یہ فرمانا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے سینے پر سیون کے نشان اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے یہ بات غیر ممکن ہے کیونکہ اگر مانا جائے کہ آنحضرت ﷺ کا سینہ در حقیقت چیرا گیا تھا جیسا کہ اس روایت میں مذکور ہے تو اس کی سیون کے نشان کا محسوس ہونا ناممکن تھا کیونکہ یہ سیون جراح کے سیون اور ٹانکوں کے مانند نہ تھی۔

سر سید احمد خان کا یہ دعوی ہے کہ سیون کا نشان آپ ﷺ کے سینہ پر محسوس ہونا ناممکن ہے اس لیے کہ یہ سیون جراح کے سیون اور ٹانکوں کی مانند نہ تھی یہ بات مفروضے پر قائم ہے۔ یہاں انہوں نے اس کی کوئی نوعیت بیان نہیں کی کہ وہ نشان پھر کس طرح کا تھا اور اس نشان کی نوعیت جو ان کے ہاں مسلم ہے اس کا ثبوت کس عقلی یا نقلی دلیل سے ہے؟ حضرت انس صحابی رسول ہیں نقلاً بھی ان کی بات کو ترجیح ہوگی اور عقلاً بھی، ایک ایسا شخص جو کسی واقعہ کو بچشم خود دیکھے اس کی بات قابل یقین تسلیم کی جائے گی، بہ نسبت ایسے شخص کے جو صدیوں بعد اسی واقعہ کے متعلق آنکھوں سے دیکھ کر بتانے والے کے بر خلاف رائے قائم کرے۔

صاحب سبل الھدی والرشاد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی فرماتے ہیں:

وظاهر قوله: (فشق) أنه كان بآلة، ويدل لذلك قول الملك في حديث أبي ذر. (خط بطنه فخاطه) وفي لفظ عن عتبه بن عبد: (حصه فحاصه)، وفي حديث أنس (كانوا يرون أثر المخيط في صدره صلى الله عليه وسلم).[29]

"ان کے قول "پھر چیرا اس نے" سے ظاہر ہوتا ہے کہ چیرنا کسی آلے سے تھا، اس پر حدیث ابو ذر میں فرشتے کا یہ کہنا دلالت کرتا ہے "اس کے بطن کو سی دو، پس اس نے سی دیا" عتبہ بن عبد کی روایت میں ہے "اسے سی دو، اس نے سی دیا" حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے سینہ انور میں سوئی کے نشان کو دیکھتے تھے"

سر سید احمد خان کی ذکر کردہ حدیث مسلم کی نااعتباری پر تیسری دلیل:

دلیل نمبر 3: تیسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے آنحضرت ﷺ کے حلیہ کا مفصل بیان کیا ہے مگر کسی نے اس سیون کے نشانوں کا جس کا بیان اس روایت میں ہے ذکر نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو بہت سے صحابہ اس کا ذکر کرتے۔

تجزیہ:

1۔ حضرت انس کے علاوہ کسی اور صحابی کا سیون کے دیکھنے کو ذکر نہ کرنا، عدم وجود اثر مخیط کی دلیل نہیں بن سکتی اس لیے کہ عقلاً عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں۔ علماء اصول حدیث کے ھاں کوئی ایسا اصول نہیں کہ کسی امر کا صرف ایک صحابی سے منقول ہونا اس کی صحت کے لیے کافی نہ ہو بلکہ باقی صحابہ کا بھی اس امر کو بیان کرنا ضروری ہو۔

2۔ حضرت انس آپ ﷺ کے خادم خاص رہے ہیں ۔ خادم کی حیثیت سے ان کا کسی معاملے کو دوسروں سے زیادہ جاننا اقرب الی الصواب ہے۔

3۔ مسند احمد کی روایت میں حضرت انس کا قول بصیغہ جمع منقول ہے۔ "ولقد كنا نرى اثر المخيط فی صدره"[30] اس سے باقی صحابہ کا بھی اثر مخیط کو دیکھنا ثابت ہوتا ہے۔

سر سید احمد خان کی ذکر کردہ حدیث مسلم کی نااعتباری پر چوتھی دلیل:

دلیل نمبر 4: حدیث مسلم کی بے اعتباری کی چوتھی وجہ سر سید احمد خان نے یہ بیان کی کہ یہ کہ انس اس واقعہ کے وقت موجود نہ تھے اور نہ انھوں نے ان لوگوں کے نام ذکر کیے ہیں جن کے ذریعے سے ان تک یہ روایت پہنچی۔ روایت کے بے اعتبار ہونے کا ایک بڑا اصول یہ بھی ہے کہ اگر راوی کوئی ایسا واقع ذکر کرے جس میں وہ خود موجود نہ ہو تو وہ روایت قابل اعتبار نہیں ہو گی اگرچہ وہ راوی صحابی ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت انس کا اس واقع کے وقوع کے وقت موجود نہ ہونا مسلم ہے لیکن سر سید احمد خان کا یہ کہنا کہ راوی کسی واقعہ کا تذکرہ کرے جس میں وہ خود موجود نہ ہو تو اس کی یہ روایت قابل قبول نہیں ہو گی اگرچہ راوی صحابی کیوں نہ ہو۔ ان کا یہ کلام سراسر غلطی اور ائمہ حدیث کے اصولوں کے خلاف ہے ۔ ائمہ حدیث کی تصریحات کے مطابق صحابہ کی ایسی روایت کو مراسیل صحابہ کہا جاتا ہے اور مراسیل صحابہ جمہور امت کے ہاں مقبول ہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

صحابہ کے مراسیل کے مقبول ہونے پر جمہور علماء کا اتفاق ہے اس لیے کہ انہیں اللہ اور رسول خدا نے عادل قرار دے کر ان کی اقتدا کی ترغیب دی ہے۔[31]

ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

جمہور کے ہاں مراسیل صحابہ مقبول ہیں اس لیے کہ صحابہ آپس میں ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور وہ تمام معلوم العدالہ ہیں اور جب وہ غیر صحابی سے روایت لیتے تو پہلے یقین کر لیتے کہ مروی عنہ ثقہ اور عادل ہے، غیر ثقہ اور امور دینیہ میں غیر ذمہ دار سے روایت لینا صحابی کے مقام و مرتبہ سے بعید تھی۔[32]

امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور رمام احمد بن حنبلؒ کے ہاں بھی صحابہؓ کے مراسیل مقبول ہیں۔[33]

ان مذکورہ چار دلیلوں کے بعد سر سید احمد خان فرماتے ہیں:

"اگر کسی روایت کو جس میں شق صدر کا ذکر ہے صحیح مانا جاتا ہے تو یہ آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کا سینہ چاک کر کے ان کا دل پانی سے دھویا گیا تھا"

1۔ سر سید احمد خان نے اپنے دعوی پر کوئی دلیل نہیں پیش کی، ان کا یہ قول بلا دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ احادیث کے الفاظ کے بھی خلاف ہے۔ حدیث میں حضرت انس کا قول" ولقد كنا نرى اثر المخيط في صدره "کے الفاظ صراحۃ اس واقعہ کے بیداری میں ہونے پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ خواب میں پیش آمدہ واقعہ کے اثرات بیداری میں نہیں پائے جاتے۔

2۔معجم الکبیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

حدثنا يوسف القاضي ، حدثنا أبو الربيع الزهراني ، حدثنا أبو شهاب ، عن حميد ، قال: كنا مع أنس بن مالك ، فقال : والله ما كل ما نحدثكم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعناه منه ، ولكن لم يكن يكذب بعضنا بعضا.[34]

ہمیں بیان کیا یوسف القاضی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ابو الربیع الزھرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ابو شھاب نے حمید سے انہوں نے کہا ہم انس بن مالک کے ساتھ تھے انہوں نے کہا: اللہ کی قسم، جو کچھ ہم تمہیں رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں وہ سب ہم نے ان سے نہیں سنا ہوتا (بلکہ بعض باتیں ہم آپس میں ، جس نے رسول اللہ سے جو سنی ہوتی دوسروں کو سناتے ہیں) لیکن ہم (صحابہ) آپس میں ایک دوسرے کو جھوٹ نہیں کہتے تھے۔

3۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ "مفتاح الجنة في الاحتياج بالسنة" میں نقل کرتے ہیں:

وأخرج عن قتادة أن إنسا حدث بحديث فقال له رجل أسمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه و سلم قال نعم أو حدثني من لم يكذب والله ما كنا نكذب ولا كنا ندري ما الكذب

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو ایک شخص نے کہا: کیا آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے خود سنا؟ تو انہو ں نے کہا، ہاں خود سنا ہے یا مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا، اللہ کی

قسم، ہم (صحابہ) جھوٹ نہیں بولتے تھے اور نہ ہم جانتے تھے کہ جھوٹ کیا ہے۔[35]

خلاصۃ البحث:

سرسید احمد کی تصنیف الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرہ المحمدیہ، کے شرح صدر سے متعلق مندرجات کا اس آرٹیکل میں جائزہ لیا گیا۔ اس مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سرسید احمد خان کا حدیث کی جانچ پڑتال کا منہج جمہور امت کے منہج سے الگ تھا، وہ حدیث پر رائے قائم کرنے میں صراحتا مذکور امور کو چھوڑ کر، اپنی قائم کردہ رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ وحی کو عقلی دھارے میں لانے کے لیے ان کے معیار سے متعارض انتہائی درجہ کی صحیح روایات کا بھی وہ بالکلیہ انکار کر دیتے ہیں۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

---

[1] سید احمد خان، سر، الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیۃ، (لاہور: ادارہ دعوۃ الفرقان)، ص، 399

Sir Syed Ahmad Khan, Al-Khutbat al-Ahmadiyyah fi al-Arab wa al-Sirat al-Muhammadiya, (Lahore: Idara Dawa.tu al-Furqan), p. 399.

[2] احادیث کا ذکر آگے مستقل بحث میں آرہا ہے۔

[3] مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری ،الامام، الجامع الصحیح، باب الاسراء برسول اللہ الی السموات، رقم الحدیث 416۔

Imam, Muslim ibn al-Hajjaj al-Qashiri al-Nisaburi, al-Jama'i al-Sahih, baab,al asra,bi rasoolillah ilassamawat, hadith No, 416

[4] حافظ عماد الدین ابو الفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم،، مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی، (دھلی: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، 2012ء) ج، 5، ص 587۔

Hafiz Imad-ud-Din Abul-Fida, Ismail bin Umar bin Kathir Al-Damashqi, Tafsir-Al-Quran-Al-Azeem, Translator: Maulana Muhammad Junagarhi, (Delhi: Aitrqad Publishing House, 2012) Vol. 5, p. 587.

[5] سورہ الزمر 22:39

Surah al-Zumr 22:39

[6] محمد بن احمد بن ابو بکر، قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازھری، (بھیرہ شریف: ادارہ ضیاء المضفین۔2012ء) ج 10، ص 406۔

Muhammad bin Ahmad bin Abu bakar,Qurtubi,Al-Jami-Li-Ahkaam-Alquran translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari, , (Bheera Sharif: Zia Al-Muzafain Institute, 2012) vol. 10, p. 406.

[7] جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر السیوطی, امام، تفسیر در منثور، مترجم: پیر کرم شاہ الازھری (بھیرہ شریف: ادارہ ضیاء المصنفین 2006ء) ج 6، ص 1026۔

Jalaluddin Abd al-Rahman bin Abu Bakr al-Suyuti, Imam, Tafseer Dur e Manthur, translator: Pir Karam Shah al-Azhari(Bhairah Sharif: Zia Al-Musnafin Institute 2006 (Vol. 6, p. 1026).

[8] سید احمد خان، سر، الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیۃ، ص، 400، 399۔

Sir Syed Ahmad Khan،Al-Khutbat al-Ahmadiyyah fi al-Arab wa al-Sirat al-Muhammadiya,P.399,400

[9] محمد ادریس، کاندھلوی، علامہ، سیرت مصطفیٰ، (کراچی: کتب خانہ مظہری) جلد 1 ص 77۔

Muhammad Idris, Kandhalvi, Allama, Sirat Mustafa, (Karachi: Kutub Khana, Mazhari) Volume 1 p. 77

[10] عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمی، أبو محمد، المسند الجامع، الجزء الاول، رقم الحدیث 140 "باب کیف کان اول شان النبی ﷺ

Abdullah bin Abd al-Rahman bin Al-Fazl al-Darmi, Abu Muhammad, Al-Musnad al-Jami, Hadith No. 140,

دَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ ، قَالا : حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ الْقُرَشِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ،.....ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ : شُقَّ بَطْنَهُ ، فَشَقَّ بَطْنِي فَأَخْرَجَ مِنْهُ ، فَغُمَّ الشَّيْطَانُ وَعَلَّقَ الدَّمَ فَطَرَحَهَا ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ : اغْسِلْ بَطْنَهُ غَسْلَ الإِنَاءِ ، وَاغْسِلْ قَلْبَهُ غَسْلَ الْمُلاءِ--- مسند البزار (2/ 104)

[12] علي بن الحسن، ابن عساکر، الدمشقي، تاریخ مدینۃ دمشق (بیروت: دار الفکر 1995ء)، باب "تطہیر قلبہ (علیہ السلام) من الغل" ج، 3، ص 461، 460۔

Ali Ibn al-Hasan, Ibn Asaqir, al-Damashqi, Tareeh Maden Damascus (Beirut: Dar al-Fikr, 1995 ", vol. 3, pp. 461, 460

[13] محمد ناصر الدین، الالبانی، سلسلہ الاحادیث الصحیحۃ، (لاہور: اُردو بازار، انصار السُنّۃ پبلیکیشنز2010ء)، رقم الحدیث2529

Muhammad Nasir al-Din, Al-Albani, Silsila,tul,ahadith al Saheha, (Lahore: Urdu Bazar, Ansar al-Sunnah Publications 2010), Hadith No, 2529

[14] عبد الرحمن السھیلي، الإمام المحدث، الروض الأنف في شرح غریب السیر (دار الکتب الإسلامیۃ: 1967م) ج1، ص288۔

Abd al-Rahman al-Suhaili, Imam al-Muhadith, al-Rawd al-Anf fi Sharh Gharib al-Sear (Dar al-Kutub al-Islamiyya: 1967 AD) V 1, p 288

[15] أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار، البحر الزخار المعروف بمسند البزار (بیروت۔ مؤسسه علوم القرآن،1988م) ج2، ص 104۔

Ahmad bin Amr bin Abd al-Khaliq al-Bazar, Al-Bahr al-Zakhar al-Ma'roof Bimsand al-Bazar(Beirut. Muassasa,Uloom al qur,an 1988) V 2, p 104.

[16] محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن علوان الزرقاني، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية(بیروت:دارالکتب، 1992م) ج1ص303

Muhammad bin Abdul Baqi bin Yusuf bin Ahmed bin Alwan al-Zarqani, Sharh al-Zarqani (Beirut: Dar alKutab, 1992 AD) V 1, p. 303

19ابن ھشام ،السيرة النبوية لابن هشام (بيروت: دار الكتب العربی،1990) ج1،ص298۔

Ibn Hisham, Al-Sirah al-Nabawiyyah Li Ibn Hisham (Beirut: Dar al-Kutub al-Arabi, 1990), vol. 1, p. 298.

18 عبد الرحمن السهيلي، الإمام المحدث ،الروض الأنف في شرح غريب السير(دار الكتب الإسلامية: 1967م) ج1،ص 288۔

Abd al-Rahman al-Suhaili, Imam al-Muhadith, al-Rawd al-Anf fi Sharh Gharib al-Sear(Dar al-Kutub al-Islamiyya: 1967 AD) V 1, p 288.

[19] محمد عبدالله الحاكم النيسابورى ،المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي في التلخيص (بيروت:دار الكتب العلمية، 2002م)ج2،ص،656۔

Muhammad Abdullah Al-Hakim Al-Nisaburi, Al-Mustadrik Ali Sahiheen Lal-Hakim (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Elamiya, 2002), Volume 2, p. 656.

[20] حواله سابق

3[2] محمد ناصر الدين الألباني، صحيح السيرة النبوية (عمان: المكتبة الإسلامية) ص،17

Muhammad Nasir al-Din al-Albani, Sahih Seerah al-Nabawiyya (Oman: Al-Maqabah al-Islamiyya), p. 17

[22] حافظ عماد الدين ابو الفداء ،اسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقی، تفسير القرآن العظيم ، (لبنان:دارالكتاب العربی،2015م)ص 110 ،سورة الصف ،ج8۔

Hafiz Imad al-Din Abu al-Fida, Ismail bin Umar bin Kathir al-Damashqi, Tafsir al-Qur'an al-Azeem, (Lebanon: Dar al-Kitab al-Arabi, 2015) p. 110, Surah Al-Saf, vol.8.

[23] شاه ولي الله ابن عبدالرحيم ،الدهلوي، حجة الله البالغة (بيروت: دار إحياء العلوم ،1992 م) ج1، ص297

Shah Waliullah Ibn Abd al-Rahim, Al-Dahlawi, Hajjatullah al-Baligha (Beirut: Dar Ihya Al-Uloom, 1992 AD) Volume 1, p. 297

[24] محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله، الجامع الصحيح، رقم الحديث،6963

Muhammad bin Isma'il bin Ibrahim bin Al-Mughira Al-Bukhari, Abu Abdullah, Al-Jama'i Al-Sahih, Hadith No, 6963

[25] مسلم بن الحجاج القشيرى النيسابورى ،الامام، الجامع الصحيح، باب الاسراء برسول الله الى السموات ،رقم الحديث 415۔

Imam, Muslim ibn al-Hajjaj al-Qashiri al-Nisaburi, al-Jama'i al-Sahih, baab,al asra,bi rasoolillah ilassamawat, hadith No, 415.

[26] حدیث کے الفاظ" إلى امه يعني ظئره "کا ترجمہ "زہیرہ آنحضرت ﷺ کی دودھ پلائی" کیا ہے حالانکہ آپؐ کی کسی مرضعہ کا نام زہیرہ نہیں تھا۔ ظئرہ کا معنی دودھ پلائی کر کے زہیرہ کا اضافہ اپنی طرف سے ہے، حدیث میں یہ نام نہیں ہے۔ مکمل حدیث اگلے صفحے پر آرہی ہے۔

[27] مسلم بن الحجاج القشيرى النيسابورى ،الامام،الجامع الصحيح، باب الاسراء برسول الله الى السموات ،رقم الحديث 413۔

Imam, Muslim ibn al-Hajjaj al-Qashiri al-Nisaburi, al-Jama'i al-Sahih, baab,al asra,bi rasoolillah ilassamawat, hadith No, 413.

أحمد بن عمر بن إبراهيم القرطبي, أبو العباس ,المفهم لما أشكل من كتاب تلخيص مسلم ، -(دار ابن كثير،دار الكلم الطيب ، 1996ء) - كتاب الايمان،باب فی شق صدرالنبیﷺ فی صغره: - ص382

Ahmad bin Umar bin Ibrahim al-Qurtubi, Abul al-Abbas, Al-Mufahm (Dar Ibn Kathir, Dar al-Kalam al-Tayyib, 1996) - Kitab al-Iman, p. 382

محمد بن يوسف الصالحي ،سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد (القاهره:المجلس الأعلى للشئون الإسلامية2008ء)ج2،ص،67.

Muhammad bin Yusuf al-Salihi, Sabil al-Huda Wa, al-Rashad (Cairo: Majlis al-Ala lilshaon Al-Islamia, 2008) vol.2, p.67)

[30]أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني ،مسند الإمام أحمد بن حنبل ،(القاهر: :مؤسسة قرطبة) رقم الحديث 12243

Ahmad bin Hanbal Abu Abdullah al-Shaybani, Musnad al-Imam Ahmed bin Hanbal, (Al-Cairo: : Muassiseh Qurtuba) Hadith No. 12243

[31] حيى بن شرف بن مري النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج (بيروت: دار إحياء التراث العربي)ج1،ص30.)

Hayy bin Sharaf bin Marri al-Nawawi, al-Manhaj Sharh Sahih Muslim bin al-Hajjaj (Beirut: Dar ihiya al-Truth al-Arabi) vol.1, p.30.)

32عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي ،روضة الناظر وجنة المناظر- (الرياض: جامعة الإمام محمد بن سعود 1399هـ)ج1،ص،25.)

Abdullah bin Ahmad bin Qudama al-Maqdisi, Rawdat al-Nazir wa Jannah al-Manazir- (Riyadh: Jamia al-Imam Muhammad bin Saud 1399 AH), Vol. 1, p. 25.)

[33] محمد بن عبدالواحد،ابن الهمام،شرح فتح القدير(بيروت:دارالكتب العلميه)ص223

Muhammad Ibn Abdul Wahid, Ibn Al Hamam, Sharh Fateh al-Qadir (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulamiya) p. 223

[34]سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي ،المعجم الكبير للطبراني ،رقم الحديث، 698

Sulaiman ibn Ahmad ibn Ayyub ibn Mutair al-Lakhmi al-Shami, al-Maajim al-Kabir lal-Tabarani, Hadith No, 698

[35] عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة (المدينة المنورة: الجامعة الإسلامية – 1399هـ) ص: 36

Abd al-Rahman bin Abi Bakr al-Suyuti, Miftah al-Jannah fi al-Ihtjaj al-Sunnah (Al-Madinah al-Munawarah: Al-Jamia al-Islamiyya – 1399 AH) p: 36